صحبتے با اہلِ حق

——— شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی مجلس میں

۱۹ ستمبر ۱۹۸۴ء دارالعلوم حقانیہ کے مفتی اعظم مفتی محمد فرید صاحب کے برادرِ اکبر جناب مولانا محمد زاہد صاحب کی وفات پر دارالعلوم کے اساتذہ و طلبہ نے دارالحدیث میں جمع ہو کر مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کی۔ اس موقعہ پر اکابر علماء دیوبند، اکابر اساتذہِ دارالعلوم حقانیہ، مولانا مرحوم اور دارالعلوم حقانیہ کے جملہ متعلقین و لواحقین جو دارالبقاء کو رحلت کر چکے ہیں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اسی مناسبت سے حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے دعا کے دوران ارشاد فرمایا۔

○ کہ دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کرام کے لئے بھی دعائے مغفرت کرتے رہیئے۔ آج پاک و ہند میں علوم و اشاعت دین کی جو خدمت ہو رہی ہے یہ سب ہمارے اکابر اساتذہ کے مخلصانہ خدمات کے اثرات ہیں۔ والدین کے لئے دعا کرنے سے اور والدین کی خدمت کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔ اور اساتذہ کی خدمت اور ان کے حق میں دعا کرنے سے علم میں برکت، اشاعتِ علم اور خدمتِ دین کے مواقع میسر ہوتے ہیں۔

○ فرمایا، قوتِ حافظہ کے جہاں اور بہت سے اسباب ہیں ان میں اہم سبب اپنے اساتذہ کے لئے دعا کرنا بھی ہے۔ جتنا بھی اس کا اہتمام کیا جائے گا قوتِ حافظہ میں اسی قدر زیادہ اضافہ ہوتا رہے گا۔

○ ارشاد فرمایا، تمہارے سامنے ایک بیمار، معذور، بہرے، اندھے ڈھانچہ کی صورت میں میری تصویر ہے حقیقتاً ظاہراً باطناً بیمار ہوں میرے لئے بھی دعا فرماتے رہیئے کہ اللہ تعالیٰ خدمتِ دین کے لئے شفائے کاملہ عطا فرمائے اور اخلاص کے ساتھ خدمتِ دین کے مواقع میسر فرمائے۔

○ فرمایا، دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء سے متعلق جو رپورٹیں آرہی ہیں الحمدللہ تعلیمی تبلیغی، تدریسی، تصنیفی اور خاص کر آج کل جہادِ افغانستان کی صورت میں جو کام اللہ تعالیٰ ان سے لے رہا ہے یہ سب ان کی بارگاہِ ربوبیت میں قبولیت کی علامتیں ہیں۔ میری تو رگ رگ دعا کرتی ہے کہ باری تعالیٰ مزید ترقیات و کمالات سے سرفراز فرمائے اور خدمتِ اسلام کے بہترین مواقع میسر فرمائے۔

فرمایا، آج مجھے بڑی مسرت ہوئی اور آپ کو بھی یہ سن کر مسرت ہوگی کہ گذشتہ سال ہمارے ہاں جن طلبہ نے دورہ حدیث کیا ہے ان میں سو سے زائد طلباء اس سال مختلف مقامات پر مختلف دینی مدارس میں مدرس لگ چکے ہیں اور تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

○ فرمایا۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ جو بہت بڑے متقی اور ولی تھے۔ مجذوبانہ شان رکھتے تھے۔ خدا

کے مقبول بندے اور مستجاب الدعوات تھے۔ ایک روز علماء اور طلبہ کے ایک حلقہ میں بڑی مجذوبانہ شان میں فرمانے لگے "منوا کے چھوڑا" جب حاضرین نے بار بار یہ ارشاد گرامی آپ سے سنا تو عرض کی کہ حضرت معاملہ کیا ہے؟ فرمایا

" برسوں سے خدا کے حضور دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کے لئے معاشی کفالت کی دعا کرتا رہا۔ آج سحری کے وقت اللہ پاک نے بذریعہ الہام آگاہ فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء کی کم سے کم ماہانہ دس روپے کی کفالت کی ذمہ داری اللہ پاک نے لے لی ہے (اس زمانہ میں دس روپے اچھے خاصے متوسط گھرانہ کے ماہوار متوسط اخراجات کے لئے کافی ہو جاتے تھے)

ارشاد فرمایا، ہم بھی تو ان ہی اساتذہ کے غلام اور کفش بردار ہیں ان ہی سے سب کچھ سیکھا ہے۔ ہمارا بھی ہی اللہ ماوی اور ملجا ہے۔ آئیے ہم بھی خدا کے حضور گڑ گڑا کر خدا سے وہی مانگیں جو اس کے شان کریمانہ کے شایان شان ہے۔ پھر حضرت نے طویل دعا فرمائی جو آدھ گھنٹے تک جاری رہی۔ یقین و معرفت اور تواضع و انکساری کے جن الفاظ و انداز سے آپ دعا فرما رہے تھے حاضرین بھی اسی کیفیت سے سرشار تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کہ بارگاہ ربوبیت سے حضرت کی دعاؤں پر قبولیت کی مہر لگ رہی ہے۔

دعا ختم ہوئی تو اساتذہ و طلبہ کو یہی کہتے سنا گیا کہ آج حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے بھی "منوا کے چھوڑا" بہر حال قصہ جیسا بھی ہے سب کے سامنے تھا۔ ہر ایک کا اپنا تخیل ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت شیخ مدظلہ کا اپنے اکابر اساتذہ سے تعلق اور قلبی نسبت ہے اسی اعتبار سے آپ کی آج کی دعا میں "یعقوبی نسبت" کا اظہار تھا۔ اپنی افتاد طبع اور مزاجی خصوصیت کے پیش نظر آپ ظاہراً وہ بات نہ کہہ سکے جو مولانا محمد یعقوب صاحب نے کہہ دی تھی۔ آپ کی دعاؤں میں بھی سر دلبراں کے طور وہی چیز آسانی سے پائی جا سکتی ہے۔ جو مولانا محمد یعقوب صاحب سے اکابر علماء دیوبند میں وراثتاً منتقل ہوتی چلی آرہی ہے۔ میں نے جسے "نسبت یعقوبی" سے تعبیر کیا ہے۔ آج اکوڑہ کی حالت جیسے بھی ہے سو ہے مگر کون نہیں جانتا چند سال قبل آج جہاں دارالعلوم ہے یہاں اور اس کے اردگرد میلوں تک پانی اور درختوں کا نشان تک نہ تھا۔ بنجر غیر آباد اور بے آب و گیاہ اور صحرائی و پہاڑی علاقہ میں جب اللہ نے چاہا تو دارالعلوم کی شکل میں اکوڑہ کے پتھروں سے علوم و معارف کے چشمے ابل دیئے۔ فیض پھیلا اور ایسا پھیلا کہ پاکستان میں شاید ہی کوئی مدرسہ ہو جس میں دارالعلوم کا فاضل کام نہ کر رہا ہو۔ جہاد افغانستان ایک مستقل عنوان ہے جس پر فضلائے دارالعلوم کے کردار پر ہزاروں صفحات لکھے جا سکتے ہیں۔ پاکستان کے علاوہ بھارت بنگلہ دیش۔ عرب ممالک بالخصوص متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، افریقہ و امریکہ ملکوں ملکوں میں فضلاء اور

لہ غالباً شیخ الادب مولانا اعزاز علی رح صاحب کا ارشاد گرامی ہے کہ جن طلبہ کو تعلیم کے بعد تدریس کا موقعہ میسر آجائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ان کی طالب علمی بارگاہ الٰہیت میں مقبول ہے (مرتب)

دارالعلوم کے فارغ التحصیل پہنچے ہوئے ہیں۔ اور دینی خدمات میں جو مصروف ہیں۔ اور دینی خدمات کے اہم مناصب پر فضلائے حقانیہ کی خدمات اور پھر معاشی کفالت کے غیبی اسباب " اسے مولانا محمد یعقوب صاحب کے ارشاد "منوا لیا ہے" کا نسبتی پرتو قرار دئے بغیر بھی اہل بصیرت جیسی تعبیر کریں کر سکتے ہیں میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ یعقوبی نسبت کا مظاہرہ ہے۔ اور اسی کی برکات ہیں جن حضرات کو دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ اور رفتارِ کار سے کچھ بھی واسطہ پڑا ہے قدم قدم پر انہیں اس کے مشاہدات نصیب ہوئے ہیں۔ اور یہ ایسے واقعات ہیں کہ کسی آنکھیں رکھنے والے انسان سے اس کا انکار ناممکن ہے آخر انکار کیسا ابھی آج ہی واقعہ ہے۔

○ اسی روز بعد المغرب زروبی (ضلع مردان) میں دارالعلوم حقانیہ کے ایک فاضل (مولانا فضل علی صاحب) کے نکاح اور دستار بندی کی تقریب تھی۔ دارالعلوم کے تمام اساتذہ اس میں مدعو تھے۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث مدظلہ اہل زروبی کے شدید مطالبہ اور دارالعلوم کے اساتذہ کی پرزور سفارش و اصرار پر تشریف لے گئے۔ حضرت شیخ اپنے دارالعلوم کے اساتذہ اور زروبی کے سینکڑوں عقیدت مندوں کے حلقہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ رفیق محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فانی زروبی نے حضرت کو بتایا کہ ہمارے اس چھوٹے سے گاؤں میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہم نے تعداد سنی تو حیران ہو کر رہ گئے۔ نگاہیں حضرت کے چہرہ پر تھیں۔ جبین اقدس مسرت سے منور تھی۔ اور خدا کا شکر ادا کر رہے تھے۔ تواضع و مسکنت اور اللہ رب العزت کی ممنونیت کے جذبات سے بھرے کلمات ارشاد فرما رہے تھے۔

دکھانا یہ ہے کہ زروبی جیسے ایک چھوٹے گاؤں میں بھی فضلائے حقانیہ کی تعداد اس قدر زیادہ ہے اور وہ سب دینی خدمات کے مختلف شعبوں میں مصروف خدمت ہیں۔ یہ اور اس نوع کے بیسیوں واقعات اور مشاہدات کے بعد یہی کہا جا سکتا ہے کہ سب برکات ایک دھڑکتے ہوئے دل کا درد اور آہ سحر گاہی کے اثرات ہیں۔ جن کے نکھار و بہار میں یعقوبی نسبتیں کارفرما ہیں۔

زروبی میں نکاح و دستار بندی کی اس تقریب میں علماء، فضلاء اور عام مسلمانوں کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے مسجد میں انعقاد نکاح کی تقریب کو افضل قرار دیا ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ مساجد اللہ کے گھر ہیں جو عابدین و زاہدین اور علماء و مجاہدین کے مرکز ہیں۔ نکاح بھی چونکہ امت کی تکثیر کا ذریعہ ہے جب سلسلۂ تناسل چلے گا تو اس سے زھاد و علماء اور عابدین و مجاہدین پیدا ہوں گے۔ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی دیگر امم پر فخر و مباہات کا ذریعہ ہوں گے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے تولدو وتناکحوا فانی اباحی بکم الامم (الحدیث) چونکہ نکاح عابدین کے پیدا کرنے اور ان کی کثرت کا ذریعہ ہے اس لئے یہی مناسب ہے کہ اسے مساجد میں انجام دیا جائے۔ تاکہ سنت کے احیاء کے ساتھ ساتھ لوگوں کی وابستگی مساجد سے مضبوط ہو۔

مولانا محمد زاہد صاحب محدث کبیر حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی کے شاگرد تھے اسی مناسبت سے جب حضرت غورغشتوی کا ذکر آیا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا کہ

مولانا نصیر الدین غورغشتوی سرحد کے شاہ ولی اللہ تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے قبل ہندوستان میں منطق وفلسفہ کا درس تو بڑے اہتمام سے ہوتا تھا اور اس کو سب سے بڑا کمال سمجھا جاتا تھا۔ مگر حضرت شاہ صاحب نے ہندوستان میں علم حدیث اور اس کی تعلیم وتدریس کو فروغ دیا۔ اسی طرح سرحد میں بھی یہی حال تھا۔ کہا جاتا تھا قاضی مبارک فلاں مولوی سے اور فلسفہ کی فلاں کتاب فلاں علامہ سے پڑھنی چاہیئے۔ جب حدیث کی بات آتی تو کہا جاتا کہ مشکوٰۃ، کتاب العلم اور کتاب الایمان مولانا غورغشتوی سے پڑھ لینا چاہیئے زیادہ نہیں۔ ورنہ حدیث زیادہ پڑھ لینے سے انسان وہابی بن جاتا ہے۔ جہالت تھی اللہ تعالیٰ حضرت غورغشتوی کی قبر کو نور سے بھر دے جنہوں نے سرحد میں حدیث کو رواج دیا۔

عشاء کے بعد جلسہ عام منعقد ہوا۔ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب (زروبوی واستاد حدیث دارالعلوم حقانیہ) اور مولانا محمد ابراہیم فانی زروبوی نے اپنے استقبالیہ میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی زروبی تشریف آوری کو اہل شہر کے لئے یوم تبریک قرار دیا۔ حضرت شیخ مدظلہ کی نماز عشاء کے بعد واپسی ہوئی۔ دارالعلوم کے دیگر مشائخ واساتذہ کا وہاں قیام رہا۔ عشاء کے بعد رات گئے تک جلسہ جاری رہا۔ مولانا قاری محمد عبداللہ اور احقر کی تقریریں ہوئیں۔ صدارت مفتی محمد فرید صاحب کی تھی۔

صبح واپسی کے وقت اساتذہ کا یہ قافلہ شاہ منصور میں مفسر قرآن مولانا عبدالہادی صاحب (المعروف بہ مولانا شاہ منصور صاحب) کی خدمت میں لغرض زیارت وملاقات اور حصول دعا حاضر ہوا۔ موصوف اسی سال سے متجاوز ہو چکے ہیں۔ اپنے وقت کے بہت بڑے مفسر اور جید ومشہور عالم دین ہیں۔ ہر سال دو ڈھائی سو کے قریب طلبہ آپ سے دورۂ تفسیر پڑھتے ہیں

موصوف اساتذہ دارالعلوم کا سنتے ہی اپنے نحیف ونزار اور حد درجہ ضعیف جسم کے ساتھ تشریف لائے۔ یعقوبی نسبتیں یہاں بھی ظاہر ہو رہی تھیں۔ حاضرین سب کہہ رہے تھے۔ حضرت ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ مگر سنا یہ جا رہا تھا کہ حضرت شیخ الحدیث کی صحت کیسی ہے۔

مولانا عبدالہادی صاحب فرما رہے تھے کہ ہمیں حضرت شیخ الحدیث کی دعاؤں کا شدید احتیاج ہے ہم تو ہر وقت دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ ان کی زندگی میں برکت دے اور امت کو ان سے زیادہ سے زیادہ فیض پہنچائے۔ آپ کے پاس خیر وبرکت اور دعاؤں کا چشمہ موجود ہے۔ میرے لئے دعاؤں کی درخواست کردیں۔ یہ اور اس نوع کے جملے ان کے مبارک منہ سے نکل رہے تھے کہ آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ آواز بھرا گئی ہاتھ اٹھائے۔ بڑھاپے سے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ دیر تک روتی اور گلوگیر آواز کے ساتھ حضرت شیخ مدظلہ کی صحت یابی اور مزید دینی خدمات میں ترقیات کے لئے دعا کرتے رہے۔

اس مبارک محفل میں مجھے یہی تخیل رہا کہ حق تعالیٰ نے استاذی واستاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی یعقوبی نسبتوں کا اذعان معاصر اور اکابر علماء واولیاء کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ زمین پر اولیاء وعلماء اور صالحین کی محبتیں آسمان پر ملائکہ اور آسمان والوں کی محبتوں کی سندیں ہیں ؎